نظم - ایک عمر کی میری مختصر کہانی

میری اپنی ہی داستاں ہے یہ
کچھ زیادہ نہیں کہانی میں

وسطِ ایامِ طالبِ علمی
جب مَیں داخل ہُوا جوانی میں

تب اچانک مجھے گماں گزرا
ہم غلط سمت کے مسافر ہیں

ہم سے بہتر ہیں ایسے انساں بھی
جو ہماری نظر میں کافر ہیں

مَیں نے خودغرض فطرتیں دیکھیں
تو یہ سوچا کہ رشوتیں ہونگی

جب نظریوں میں شدتیں دیکھیں
خوف گزرا کہ دہشتیں ہونگی

Faqeer Sein

ہم نے پائی تھی جب سے آزادی
کچھ طریقہ یا طَور تھا ہی نہیں

گم تھے تاریخ کے حوالوں میں
کوئی فردا پہ غور تھا ہی نہیں

جب مَیں لوگوں سے گفتگو کرتا
کم ہی ایسے تھے جو سمجھتے تھے

یا تو ہنستے تھے میری باتوں پر
یا وہ مجھ سے الجھنے لگتے تھے

سب کے ذہنوں میں عظمتِ ماضی
اپنا ڈیرہ جمائے بیٹھی تھی

فکر و احساس تھے رفوچکر
بےحسی گھر بنائے بیٹھی تھی

سب ہی امید لے کے بیٹھے تھے
کہ چمتکار ہو بھی سکتا ہے

Faqeer Sein

ایک شاہیں کی ہے کسر ورنہ
دشت گلزار ہو بھی سکتا ہے

سال گزرے گزر گئے عشرے
وقت چکی مثال چلتا رہا

میرا ہر خوف ہر گماں لیکن
پیکرِ ہست میں بدلتا رہا

اب بہت دُور آ گیا ہُوں مَیں
اب مِری کیفیت ہے تھکنے کی

میرے خدشے صحیح ہوئے لیکن
مجھ میں ہمت نہیں بلکنے کی

اب مَیں لکھتا ہُوں اپنی باتوں کو
اَے سخن یہ تِری بدولت ہے

فیس بُک مل گئی بڑھاپے میں
سائیں میرے لیے غنیمت ہے

Faqeer Sein